

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نظرات

مسلمانوں کا جب اقبال مندی کا دور تھا تو ان کا علی تجر بہ یہ تھا کہ ع
بہ دریا در منافع بے شمار ست

ان کے سامنے ان کے پروردگار کا یہ فرمان تھا کہ
اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَّ الْفُلُكُ
فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ (البجاثیۃ، آیت ۱۲)
وہی اللہ ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ
اس کے حکم سے اس میں جہاز چلیں اور تم (بحری تجارت کے ذریعہ)
اس کا فضل و کرم ڈھونڈو اور اس کے شکر گزار بنو۔

صرف یہی نہیں کہ بین الاقوامی تجارت اور اس سے حاصل ہونے والے فضل ربی کا استحصار بحری
استوں پر ہے، بلکہ سمندروں میں خود اللہ کی نعمتیں ہیں: قسم قسم کی مچھلیاں جن کے ”لحم طری“ کو چھوڑ کر
مگوشت خودی ہی کو مسنون سمجھ بیٹھے ہیں، اور طرح طرح کے موتی اور جواہرات جو سلمان زینت
اور قومی دولت۔

وَالَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لَتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا
نَسْتَحْجُو مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا
اور وہی اللہ ہے جس نے سمندر کو مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اس میں
نکا کر تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس اپنے زیب زینت کے

وَتَرَى الْفُلَ مَوْجًا فِيهِ وَلَيْسَ لِقَوْمِهِ
فَضْلُهُ وَتَعْلَمُ تَشْكُرُونَ (النحل: آیت ۴)
ساں نکالو جن کو تم پیہتے ہو۔ اور دیکھو تو کس طرح جہاز سمندر
کا سینہ چیرتے چھاڑتے چلے جاتے ہیں تاکہ تم اللہ کا فضل
حاصل کرو اور اس کے شکر گزار ہو۔

بحری سفر اور اس کے متعلقات کے بیان میں قرآن حکیم کو اس قدر تاکید مقصود ہے کہ اس نے فُلَاح (جہاز) کا ذکر اٹھائیس جگہ کیا ہے۔ جب کہ کشتی، صحرا یعنی اونٹ کا بیان صرف دو جگہ ہے وہ بھی شاید پُر لطف تعریف کا پہلو لئے ہوئے کہ اَفْلَا يَنْظُرُونَ اِلَى الْاِبْلِ كَيْفَ خَلَقْتُ (الغاشیہ، آیت ۱) ”کیا یہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسی اس کی بناوٹ ہے“ ہم نے جہاز کو چھوڑ کر اونٹ کو اسلامی شعار بنالیا ہے۔ شاید اس لئے کہ ہمارے ملی کوائف کو اس سے وضعی نسبت حاصل ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بین الاقوامی بحری تجارت کی اہمیت کا جتنا شدید احساس تھا اس کا اندازہ ہجرت حبشہ، سرے سیف البحر، غزوہ بدر سے پہلے کے سرایا، خود غزوہ بدر اور سیرت طیبہ کے بعض دوسرے اہم واقعات کے بہ نظر غائر مطالعہ سے ہو سکتا ہے کہ ان سب کا بنیادی تعلق قریش کی بین الاقوامی تجارت کے بحری ناکوں سے تھا۔ قریش کا غرور و استبداد، ان کی جہالت و سرکشی ان کے اس تجارت میں شریک — اور وہ بھی شریک غالب — ہونے کی وجہ سے تھی۔ اس کا ازالہ کرنے کے لئے ان کی تجارتی ناکہ بندی ضروری تھی۔ یہ مضامین طویل بحث و تمحیص کے محتاج ہیں۔ جس کا یہ موقع نہیں۔ لیکن ہم یہاں اس معاہدہ کا حوالہ ضرور دیں گے جو حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات نے اپنے زمانے کی سب سے اہم بندرگاہ ایلہ کے حاکموں سے کی تھی۔ یہ بندرگاہ بحیرہ قلم کے اس سرے پر واقع ہے جہاں ایک مختصر سی خاکنائے کے بعد بحیرہ روم اور بحر اطلانتک کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، یہی وہ مقام ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کی سورہ الرحمن میں اللہ کی نعمتوں کے ذیل میں آیا ہے (فرج البحرین الاویہ) اور یہی وہ جگہ ہے جہاں نہر سویر کی کھدائی نے دنیا کی تاریخ کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیا۔ یہیں مشرق اور مغرب کے سمندروں کی تجارت کا سب سے اہم اور نازک ناکہ تھا اور اس امید کے ذریعہ بحری راستہ دریافت ہو جانے کے بعد بھی اب تک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں، جو مینظر بنور اللہ کی مجسم تفسیر تھی، بین الاقوامی بحری و بری تجارت کا یہ سارا نقشہ موجود تھا۔ چنانچہ انہوں نے

ایملہ کے حکام سے یہ معاہدہ کیا کہ

یہ امان نامہ ہے اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ کی جانب سے
یوحنا بن ربوہ اور تمام اہل ایلہ کے نام۔ ان کے جہازوں
اور ان کے بری و بحری راستوں کی ذمہ داری اللہ اور
اس کے رسول محمد پر ہے۔ اس ذمہ داری میں اہل ایلہ
کے وہ حلیف بھی شامل ہیں جو اہل شام، اہل یمن اور
دوسرے جہاز رانوں میں سے ہیں۔ اگر ان معاہدین میں سے
کسی کی طرف سے عہد شکنی ہوئی تو قصاص کے ذریعہ
جائز بخشی نہ ہوگی اور اس عہد شکن کا مال جس کے ہاتھ
لگے اس کے لئے حلال ہو جائیگا۔ ان معاہدین کے لئے
خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے رہے
ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔

هذه أمانة من الله ومحمد النبي رسول الله
ليحجته بن ربوہ واهل أيلة سفنهم و
سائر قهم في البر والبحر لهم ذمة الله
ومحمد النبي ومن كان معهم من اهل الشام
واهل اليمن واهل البحر فمن احدث منهم
حدًا ثا فانہ لا يحول ماله دون نفسه وانه
طيب لمن أخذه من الناس وانه لا يحل
أن يمنعوا ماءً يردونه ولا طريقاً يربونہ
من بر أو بحر (سيرة ابن هشام شائع کردہ
محمد علی الدین عبد الحمید، ج ۴، ص ۱۸۱، مجموعۃ
الوثائق السياسية، ڈاکٹر حمید اللہ، قاہرہ ۱۹۶۹ء)

نمبر ۳۱

قرآن و سنت کی اس رہنمائی میں مسلمانوں نے صدیوں سمندر پر حکمرانی کی۔ لیکن اسلامی معاشرے
میں عزت گزینی، دنیا گزینی اور زہد کے نام پر تن آسانی کے عناصر بھی پرورش پاتے رہے۔ چنانچہ قرآن حکیم
کی واضح ہدایات کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بحری سفر کے خلاف
حدیثیں منسوب کی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بحری حملوں سے اجتناب کی حکمت عملی کو غلط معنی پہنچا
گئے۔ مسلمان جہاز رانوں کے کارناموں کو تاریخ اسلام کے صفحات کی زینت بننے سے محروم رکھا گیا۔ کیونکہ اسلامی
بحری بیڑہ کا قیام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ جیسی متنازعہ فیہ شخصیتوں کا
مرہون منت تھا اور بعد میں بحری تجارت اور جہاز رانی زیادہ تر ان لوگوں کے ہاتھوں چلی گئی تھی جو دارالاسلام
کی مرکزی قوت کے جبر و تشدد سے دور رہنا چاہتے تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب تاریخ اسلام میں نرمی خشکی بھی خشکی
سے اتنی کا نام نہیں۔

پانی سے ڈرنے کی یہ بیماری پھیلتی ہی چلی گئی جس کا انجام یہ ہوا کہ پرتگال، اسپین، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے جہاز ران رفتہ رفتہ دنیا کے سمندروں پر قابض ہو گئے۔ سمندر پر قبضہ کا نتیجہ، ساحل پر تسلط اور بالآخر براعظموں کی فتح کی شکل میں نمودار ہونا لازمی اور لا بدی امر تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اس سارے عرصہ میں ہمارے مغلیہ، صفویہ اور عثمانی سلاطین عظام اس خیال میں مگن رہے کہ اگر خواہی سلامت برکنارست، مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان کا کنار دریا کی سلامتی کا خیال محض خواب تھا۔ بلکہ اصغاث احلام یہ ضرور ہے کہ اس آخری دور میں مسلمانوں نے مشرق میں چنگ ہوا اور مغرب میں باربر و ساجیے اولوالعزم امیر البحر پیدا کئے۔ مگر یہ بھتیجی ہونی شمع کی آخری بھرک تھی اور جاں بہ لب مرلیض کا آخری سنبھالا۔

اب کہ ہم پھر سیاسی طور پر آزاد ہیں۔ ہمیں یہ دریا درمنافع بے شمارست، کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے یہ دریا غلط و بامویش درآویز، کے پیام اقبال پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ بالخصوص ہم پاکستانیوں کے لئے تو سمندر کی لہریں رہ گھائے جاں کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہمارے مغربی اور مشرقی حصوں کے درمیان بری اور ہوائی سلسلہ ہائے حمل و نقل ہمارے حریفوں کے دم و کرم پر ہیں۔ ہماری ملکی وحدت اور ملی سالمیت کا انحصار بحری راستوں پر ہے۔

مقام مسرت ہے کہ حال ہی میں جہاز رانی کی قومی کمپنی قائم کی گئی ہے۔ جہاز سازی کی صنعت کو وسعت دی گئی ہے۔ پاکستانی بحیرہ میں آباد و کشتیوں کے اضافہ کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہ سب خالی نیک ہے۔ لیکن ان مساعی کی رفتار کو تیز سے تیز کرنا ہے۔ پچھلی کئی صدیوں کی غفلت کی تلافی کرنی ہے۔ قوم کو SEA-MINDED بنانا ہے۔ ان بلند مقاصد کے حصول کے لئے ہمارے علماء اور خاصکر موزوں کو اسلام کی بحری تاریخ کے گمشدہ اوراق کو تلاش کرنا ہے۔ کیا وہ اس کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

وَلَهُ الْخَوَاسُ الْمُنَشَّطَاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ فَيَأْتِي آلَاءُ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ (الرحمن، آیت ۲۷)
اور اسی کے ہیں اونچے اونچے جہاز جو سمندروں میں پہاڑوں جیسے بلند و پرشکوہ بادبان اٹھا پھرتے ہیں، تو تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔